ابلاغی اخلاقیات کا اسلامی پہلو

ڈاکٹر عابدہ پروین، اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامک اسٹڈیز، شیخ زائد اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی
ڈاکٹر عظمیٰ پروین، اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک ہسٹری، جامعہ کراچی۔

اسلام میں اچھے انسانی عمل یا سرگرمی کو یا اچھے اعمال کو اخلاق کہتے ہیں۔مغرب میں اخلاقیات Ethics کا لفظ یونان سے Ethus سے ماخوذ ہے، جس کا مطلب ہے معاشرتی رسم ورواج پر عمل پیرا ہونا۔

اخلاقیات کا تعلق فلسفہ کے اس شعبے سے ہے جو انسانی جذبات، رویہ اور معاشرتی رسم ورواج سے متعلق ہو۔

Ethics: is that branch of philosophy , which purpose is to describe moral sentimet as well as establish norms for good and fair behaviour.

جوں جوں معاشرے نے صحافت اور ابلاغیات میں جدتیں پیدا کیں اور اپنے سماجی و معاشرتی مسائل میں انہیں بطور آلہ استعمال کیا اس کے نئے نئے استعمالات پیدا ہوئے اور اس لئے صحافت اور ابلاغیات کی آزادی کی اہمیت اور اخلاقیات کے بھی نئے معیارات سامنے آئے۔

اخلاق لفظ "خلق" کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں انسان خود خصلت اور عارت ومرت۔علامہ ابن اثر جزری فرماتے ہیں کہ لفظ خلق کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ ظاہری و باطنی اوصاف کے ظاہری اوصاف کے مقابلے می باطنی اوصاف سے ہوتا ہے۔(۱)

علامہ قرطبیؒ کہتے ہیں:

کہ اخلاق انسانی فطرت وجبلت کا نام ہے جو عام بنی نوع انسانی میں پائی جاتی ہے کسی میں کم اور کسی میں زیادہ اگر صفات حمیدہ غالب ہوں تو فبہا اور اگر صفات مذمومہ غالب ہوں تو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ صفات حمیدہ میں تبدیل ہو جائیں اور اگر کسی شخص میں صفات حمیدہ کی کمزوری ہو تو اسے با اخلاق لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا چاہئے تا کہ اخلاق حسنہ میں تقویت پیدا ہو۔(۲)

علماء کرام نے اخلاق حسنہ کی بنیاد چار اصولوں پر بیان کی ہے:

۱۔	حکمت ومعرفت	۲۔	شجاعت وبہادری
۳۔	عدل وانصاف	۴۔	عفت وپاکدامنی

ان چاروں اصولوں پر اعتدال قائم ہوگا تو انسان میں اخلاق حمیدہ پیدا ہوں گے ورنہ کج فہمی و بداخلاقی کا شکار ہوگا اس لئے تمام مذاہب کی بنیاد اخلاق حسنہ پر رکھی گئی ہے اور ہر زمانے میں ہر نبی نے اپنی امت کو اسی کی طرف دعوت دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کا اہم مقصد بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

انما بعثت لاتمم سکارم الاخلاق (۳)

ترجمہ: میں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کر دوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے علم کے معلمین اخلاق پر امتیازی حیثیت عطا فرمادی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اخلاق حسنہ کا عظیم الشان نمونہ بنا کر اس امت کو ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا جس کی تصدیق قرآن مجید نے یوں بیان کی ہے:

وانک لعلی خلق عظیم (۴)

ترجمہ: اے محمد ﷺ! آپ عظیم الشان اخلاق کریمہ سے متصف ہیں۔

قرآن کریم ایک اور جگہ بیان کرتا ہے:

ترجمہ: اے محمد ﷺ اللہ کی عنایت سے تم ان سے نرمی سے پیش آئے ہو اگر تم کہیں سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے ہٹ جائے۔ (۵)

اس میں اخلاقیات کا مقام اور اہمیت کیا ہے اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیئے ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اسلام چار عناصر کا مجموعہ ہے یعنی

۱۔ ایمان ۲۔ عقائد ۳۔ عبادات ۴۔ اخلاقیات

دین ایک کل ہے اور کل کے کسی جزو کا نقصان بھی کل ہی کا نقصان ہوتا ہے اس اعتبار سے اخلاقیات کی ایک اہمیت ہے اور اس اہمیت کو نظر انداز کرنا ایمان کے ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

اسلام میں اچھے انسانی عمل یا سرگرمی کو یا اچھے اعمال کو اخلاق کہتے ہیں۔ اخلاق کا گہرا تعلق مذہب سے ہے، حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا میں جتنے اعلیٰ انسانی اور اخلاقی اقدار نظر آرہی ہیں وہ سب کی سب مذہب کی عطا کردہ ہیں۔ آزاد خیال فلسطینیوں نے تو ان اقدار کی تائید وتوثیق پر اکتفا کیا ہے کیونکہ بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام کے سوا تمام آسمان مذاہب اور ان کی الہامی کتابیں اپنی اصل حالت میں محفوظ نہیں ہیں اور ان میں تحریف ہوئی ہے۔ اس لئے ان کے اخلاقی تصورات بھی بعینہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

اسلام دین کامل ہے اور قرآن اور رسول ﷺ کی شریعت محفوظ ہے۔ اس لئے اس کے اخلاقی تصورات بھی ہر

عیب اور دیگر مذاہب مثلاً عیسائی اور یہودی مذاہب کے اخلاقی تصورات کا فرق اس صورت میں دیکھا جاسکتا ہے کہ مغربی اقوام اپنے شہروں کے معاملے میں تو بہت دردمند بہت مہذب اور بہت ایماندار ہیں لیکن دوسری اقوام کے معاملے میں وہ انتہائی بے ایمان لوٹ کھسوٹ پر یقین رکھنے والی اور اس کا استحصال کرنے والی ہیں۔ یہ نفاق ان کے اخلاقی تصور کی بنیاد میں جو نقص ہے اس کا اظہار ہے اس کے برعکس مسلمان نے اپنے دور حکومت میں صحیح اسلامی حکومت کے اثر ہے انھوں نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں بھی ذمیوں کو وہ حقوق دے رکھے تھے جو انہیں اپنی حکومتوں کے زمانے میں حاصل نہیں تھے کیونکہ اسلام میں اخلاقیات اپنی بھی ہیں اور معاشرتی بھی اس بات کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ مغربی اخلاقیات کا تصور جمہوری ہے اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں جیسے جیسے روایات آگے بڑھتی رہیں جمہوری روایات کے مطابق آگے بڑھتا رہا اور غیر محسوس طور پر اس کی تقسیم اور تفریعات میں اضافہ ہوتا گیا لیکن اسلامی اخلاقیات کی بنیاد دینی ہے اور معاشرتی بھی وہ اس طرح کہ اسلام میں جھوٹ بولنا دینی اعتبار سے گناہ ہے جس کا ارتکاب محض معاشرتی غلطی نہیں بلکہ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہ جبکہ مغرب میں یہ دینی اور مذہبی گناہ نہیں بلکہ انسان کے سچ جھوٹ کا فیصلہ ان کی سیاسی سماجی معاشرتی اور حکومتی مصلحتوں پر مبنی ہے۔

اسلام میں ابلاغی اخلاقیات کا کیا تصور ہے؟ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نظام زندگی کے لئے ایک مکمل ڈھانچہ فراہم کرتا ہے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام ابلاغ کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دے۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب ابلاغ معاشرے کی صورت گری کرتی ہے لوگوں کی عادات و اخلاق پر انداز ہوتی ہے۔ اسلام نے ذرائع ابلاغ کے لئے ایک ضابطہ اخلاق مقرر کیا ہے جس کی پابندی کے بغیر ایک صحافی اور اہل قلم مثبت اور تعمیری کردار ادا نہیں کرسکتا اس س کے چند بڑے اصول مندرجہ ذیل ہیں:

جھوٹ، بہتان، غلط بیانی

ترجمہ: اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا خوف آجاتی ہے (تو حضرت کو سنانے سے پہلے) اسے مشہور کر دیتے ہیں (۶)

اور اگر وہ اس خبر کو پہلے رسول ﷺ یا اپنے اختیار کی طرف لاتے تو انکے محقق اس کا مقصد معلوم کر لیتے۔

اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امن یا خوف کی خبروں کو حکام کے ملاحظہ لانے سے پہلے شہرت نہیں دینی چاہئے۔

ترجمہ: منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے اور وہ جو مدینہ میں بری خبر اڑاتے ہیں اگر باز نہ آئیں گے تو ہم تجھے ان کے پیچھے لگادیں گے پھر وہ مدینہ میں تیرے پڑوس (۷)

ترجمہ: مسلمانوں! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی

سے کسی قوم پر جا پڑو۔ پھر تم اس پر جو تم نے نہ کیا ہے شرمندہ ہو۔(۸)

بدگوئی و بداخلاقی:

بدگمانی غیبت اور لوگوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت ہے۔

ترجمہ: مسلمانوں! بہت سے بدگمانی سے بچو! بے شک بعض گمان گناہ ہے اور جاسوسی نہ کرو اور تم میں بعض کی غیبت نہ کریں کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس سے کراہت کرتے رہو اور اللہ سے ڈرے بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔(۹)

ترجمہ: مومن کی تو یہ شان ہونی چاہئے کہ بیہودہ باتوں میں بالکل شریک نہ ہو اور جب لغویت سے سامنا پڑ جائے تو بزرگانہ انداز سے وہاں سے گزر جائیں۔(۱۰)

ترجمہ: بیہودہ اور گندی بات کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک گندہ درخت کہ جس کو زمین سے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا گیا ہو اور کو کچھ بھی برقرار نہ ہو۔(۱۱)

ترجمہ: ہر طعن اخیر شہادتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے۔(۱۲)

ترجمہ: اگر تم نیکی کو ظاہر کر دیا اس کو چھپاؤ اور بدی کو معاف کر لو تو بے شک اللہ بھی معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔(۱۳)

ترجمہ: اللہ بری بات کے اظہار کو پسند نہیں کرتا مگر جن پر ظلم کیا گیا ہو (وہ ظالم کو برا کہے تو مضائقہ نہیں) اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔(۱۴)

بے علمی سے کسی بات کے پیچھے پڑنے کی ممانعت:

ترجمہ: اور اس چیز کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ہے بے شک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔(۱۵)

ترجمہ: اور جو کوئی خطا یا گناہ کرتے پھر اس کو کسی برے کے ذمے لگا دے اس نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔(۱۶)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کوئی قصور کیا ہو، ایذاء دیتے ہیں انھوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے۔(۱۷)

قول بے عمل:

ترجمہ: کیاتم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھلا دیتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں؟(۱۸)

ترجمہ: مسلمانوں! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں اللہ کے نزدیک بڑی بیزاری ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں۔(۱۹)

انصاف:

ترجمہ: مسلمانوں! اللہ کے لیے گواہ بن کر انصاف کے ساتھ اٹھ کھڑے ہو اور کسی قوم کی عداوت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو وہ پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے۔(۲۰)

قل امر ربی بالقسط:

ترجمہ: کہہ دے کہ میرے پروردگار نے انصاف کا حکم کیا ہے(۲۱)

ان اللّٰہ یحب المقسطین

ترجمہ: بے شک اللہ انصاف کرنیوالوں سے محبت کرتے ہیں(۲۲)

شیریں زبان:

وقل لعبادی یقول التی ھی احسن

ترجمہ: اور میرے بندوں سے کہہ دے کہ وہ بات بولیں جو بہتر ہو۔(۲۳)

جھوٹ:

فاجتنبو الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور

ترجمہ: پس بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹ بات سے بچو خدا جھوٹوں کو ہدایت نہیں کرتا۔(۲۴)

ترجمہ: بے شک اللہ کسی ایسے کو ہدایت نہیں کرتا جو جھوٹا ناشکرا ہے۔(۲۵)

حق گوئی:

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی ذر خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتے داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔لہٰذا تم اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے نہ ہٹو اگر تم نے لگی لپٹی بات کی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر

ہے۔(۲۶)

والذین لا یشدون الزور

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔(۲۷)

شہادت حق:

وان تفعلو افانه فسوق بکم واتفو الله و یعلمکم الله والله بکل شئی علیم

ترجمہ: اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ سے آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔(۲۸)

صاف اور سیدھی بات:

یایها الذین امنو اتقو وقولو اقولا سدیدا

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صاف سیدھی اور کھری بات کیا کرو۔(۲۹)

ومالی علی الرسول الاالبلغ المبین

ترجمہ: اور رسول ﷺ پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔(۲۰)

تحریف کی ممانعت:

ترجمہ: جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔(۳۱)

حدیث مبارکہ میں ہے:

نبی کریم نے فرمایا: منافق قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کے پیچھے ایک زبان آتش اور ایک زبان آتش کی اس کے آگے ہوگی اور اس کے پورے جسم میں آگ ہی ہوگی اور پھر یہ اعلان کیا جائے گا کہ یہ وہ شخص ہے جو منافق تھا اس کے دنیا میں دو چہرے اور دو زبانیں تھیں اور روز قیامت اسی ذریعہ سے مشہور ہوگا۔(۳۲)

اس پر ذیل کی آیت شریفہ دلالت کرتی ہے:

ویقطعون ماامر الله به ان یوصل و یفسدون فی الارض۔

ترجمہ: اور جن چیزوں کے قائم کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے اس کو توڑ ڈالتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں انہیں کے لئے لعنت اور برا گھر (جہنم) ہے۔(۳۳)

نفاق بہت سے ایسے مہلک و مفاسد کی جڑ ہے جو انسان کی دنیا و آخرت دونوں کو تباہ و برباد کر سکتی ہے جیسے فتنہ

برپا کرنا، چغل خوری کرنا، غیبت کرنا مومن کواذیت دینا، مومن کو گالی دینا، مومن کے راز فاش کرنا، وغیرہ ان سے ہر ایک انسان کی ہلاکت کے لئے ایک مستقل سبب ہے یہ وہ چیدہ چیدہ اصول ہی جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں اور ان ہی اصولوں کے مطابق سرخی منبر اور تمام ممانی مندرجات میں سچ بولنے اور سچ لکھنے سے لے کر خاموشی پھیلانے سے اجتناب تک اور احترام آدمیت سے لے کر موجودہ دور میں پھیلتی ہوئی عصبیت سے گریز تک کے تمام بنیادی اصول وضع کر دیئے گئے ہیں اور انہی اسلامی اصولوں سے مزاحیہ تحریروں اور کالموں کی حدود وقیود کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

آج کے جدید دور میں صحافتی ذمہ داریوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ آداب وصحافت کی پاسداری میں داخلی اور خارجی عوامل کا سامنا اور ان عوامل سے پہلوتہی دشوار ہے قاضی کو جہاں داخل عوامل (جس میں ادارے کی ترجیحات یا یہی روایات اور دیگر عوامل شامل ہیں) دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان تمام حالات میں ضابطہ اخلاق کے تقاضوں کو پورا کرنا ایک کٹھن مسئلہ ہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ مثال کے طور پر کسی اخبار میں کسی بڑی شخصیت کی کرپشن کے بارے میں لکھا گیا ہے اور اس کے شائع کرنے سے آپ کے اخبار کی بقاء کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے ایسی صورت میں کیا آپ اپنے ادارے کے مفادات کے تحفظ کا خیال رکھیں گے یا پھر پیشہ ورانہ سماجی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو اپنائیں گے۔ اس قسم کی آزمائش سے صحافی دوچار ہے صحافیوں کو معاشرتی اور سیاسی دباؤ کے باعث پیشہ ورانہ معاشرتی ذمہ داریاں نبھانے میں رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس طرح اخبارات تہذیبی اقدار کی عکاسی نہیں کرتے اور بعض محض افواہیں اور ہیجان انگیز مواد کی طرف زیادہ اور اہم تعمیری معاملات پر کم توجہ دیتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ انسانی رویوں کی دو انتہائی صورتوں کے درمیان اعتدال پسندی کا اصول اپنایا جائے انسانی رویوں کا احاطہ کرتے وقت اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ جو بات صحیح ہے وہ صحیح لکھنی چاہئے خواہ اس کے نتائج کچھ بھی کیوں نہ ہوں تاہم اس روش کو پرکھنے کا ایک معیار ہے کہ کسی واقعے کی رپورٹ کے بعد صحافی ذاتی طور پر کس قدر مطمئن ہوتا ہے اس بات کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ صحیح اور غلط روش اختیار کرتے وقت کون سی روش معاشرے کے لیے سودمند ہے۔ صحافی اخبار میں شایع کی جانے والی خبروں، تصاویر، اشتہارات، کارٹون وغیرہ کا انتخاب کرتا ہے تو یہ ایک اخبار کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ کس طرح معاشرتی اقدار، تہذیبی وتمدنی روایات سے روگردانی نہ کی جائے۔

ذرائع ابلاغ کے اخلاقیات وضوابط میں مندرجہ ذیل تصوراست کو اہمیت ملنی چاہیے۔

☆ ذرائع اطلاعات تک رسائی کی آزادی۔

☆ آزادی اطلاعات کا تحفظ

☆ مقصدیت، درستگی، صداقت (حقائق کو غلط طور پر پیش کرنے سے گریز)

☆ عوام لوگوں کے حقوق اور مفادات کی جانب دار ہے۔قومی اور مذہبی برادریوں، قوم اور پست اور امن کے قیام کی ذمہ داری

☆ بے بنیاد الزامات، اقربا پروری، تہمت اور نجی معاملات میں بے جا مداخلت سے اجتناب کرنا۔

☆ استحکام اور خود مختاری

☆ جواب اور تصحیح

☆ پیشہ ورانہ راز داری اور اعتماد کی تقدیس

☆ مما لک کے انفرادی، ثقافتی یا اخلاقی ضوابط کا لحاظ و احترام

میڈیا کا کام کرنے والوں کو سب سے زیادہ اس امر کا خیال رہنا چاہئے کہ عوام تک سچائی پہنچے۔میڈیا کے افراد اور ان کے مالکان کو خاص سہولیات اور تحائف دے کر میڈیا سے استحکام کو کمزوری سے دو چار کیا جا سکتا ہے اس لیے کوئی قیمتی شے وصول نہ کی جائے۔اہل صحافت کو اپنی زندگی اس طرح سے بسر کرنی چاہئے جو انہیں اصل یا ظاہری مفادات کے جھگڑے سے بچائے رکھے انہیں ایسی سیاسی برادریوں سے متعلق امور اور سماجی عملی مظاہروں جیسے معاملات میں ملوث ہونے سے گریز کرنا چاہئے۔جن کے سبب وہ دیانت داری اور انصاف کے ساتھ اپنی رپورٹنگ یا ادارت کے امور انجام نہ دے سکیں۔عوام کی جانب ان کی ذمہ داریاں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔اپنی خبروں کے لیے وہ عوام کے سامنے جواب دہ اور قابل محاسبہ ہوتے ہیں۔اس حوالے سے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے کہ وہ میڈیا کے خلاف اپنی شکایات لفظوں میں بیان کر سکیں۔واشنگٹن پوسٹ کے ایگزیکٹیو ڈائریکٹر بنجمن سی بریڈلز کا کہنا ہے:

کہ ایڈیٹر اس عزم کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہر کام کو کھلے ذہن کے ساتھ اور پہلے سے طے شدہ کسی فیصلے کے بغیر انجام دیں۔مقابل خیالات کی تلاش ان کا معمول ہونا چاہئے۔واقعات میں چیلنج کے گئے یا امور الزام ٹھہرائے گئے افراد کے تبصرے بھی شامل ہونے چاہئیں۔جو لوگ ہم پر اپنے محرکات تھوپنا چاہتے ہیں ان کا جائزہ عمومی انداز میں لینا چاہئے اور یہ بات جاننے کی ہے کہ یہ محرکات اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں اور پوشیدہ بھی۔

میڈیا کے پیشہ ورانہ کام میں عام طور پر محض سچائی کا پتہ لگانا ہی نہیں بلکہ حقائق اور خیالات کو آزادانہ طور پر معاشرے کے علم میں لا کر انسانیت کی عالمگیر اقدار کا پاس رکھنا بھی شامل ہے۔۱۹۳۸ میں یونیسکو کے توسط سے پیشہ ورانہ صحافیوں کی علاقائی اور بین الاقوامی انجمنوں نے صحافت میں پیشہ ورانہ اخلاقیات کے اصول کو اختیار کیا۔اس دستاویز کا عنوان "صحافت میں پیشہ ورانہ اخلاقیات کے بین الاقوامی اصول" ہے۔اس اعلان نے امن کی تحریک کی حمایت کی اور یہ کہا کہ آزادی رائے اور آزادی اظہار اطلاعات کا عمل جسے انسانی حقوق اور بنیادی آزادی کا حصہ تسلیم کیا جاتا ہے امن اور بین الاقوامی افہام و تفہیم کے استحکام کے لیے یہ بہت اہم عنصر ہے۔

اس اعلان میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر میڈیا کے اہم کردار اور میڈیا سے منسلک افراد کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ پیشہ ورانہ اخلاقیات کے اصولوں کو امن تحریک کی حمایت میں بیان کرتے ہوئے فن لینڈ کے صحافیوں کی یونین نے اپنی ۱۹۸۲ء کی میٹنگ میں یہ کہا کہ صحافیوں کا اصل آلہ الفاظ ہوتے ہیں اور یہ آلہ صرف امن کے حالات ہی میں استعمال ہوسکتا ہے اس لئے آزادی گفتار کے دفاع میں امن کا فروغ موثر ترین زریعہ ثابت ہوتا ہے اپنے کام کے زریعے ہر صحافی معاشرے میں امن کو مستحکم کرسکتا ہے اور اس سے عوامی رائے اور فیصلہ سازی کے عمل میں مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ایک صحافی کا فرض ہے کہ وہ امن اور جنگ اسلحہ کے حصول اور قومی دفاع کے معاملات کے بارے میں سچی خبریں بہم پہنچائے۔ امن کے قیام میں میڈیا کے افراد کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک اہم حیثیت کے حامل ہوتے ہیں تاہم یہ یادرکھنا بہت ضروری ہے کہ انہیں یہ حیثیت کس چیز سے ملی ہے۔

خبریں پہنچانے والے افراد کا یہ فرض ہے کہ جہاں کہیں اور جب کبھی ممکن ہو وہ مفادات کے تنازعے سے بچے رہیں انہیں بہت سی سہولیات اور آسانیاں میسر ہوتی ہیں جب کہ دوسرے بہت سے شہریوں کو حاصل نہیں ہوتی۔ یہ سہولیات انہیں معاشرے یا اداروں کی جانب سے اس لیے ملتی ہیں کہ زرائع ابلاغ کے ان افراد کو اپنے امور وفرائض کی انجام دہی میں آسانیاں حاصل ہوں اگر یہ سہولیات انہیں نہ ملیں تو ممکن ہے کہ وہ مختلف طریقوں سے ردعمل کا اظہار کریں۔ تاہم یہ سہولیات اس وقت تک ان کا استحقاق نہیں بنتیں جب تک کسی قانون کے تحت یہ ان کا حق قرار نہ دی جائیں۔ مثال کے طور پر عدالتوں کی کاروائیوں کی خبریں دینا صحافیوں کا اہم کام تصور کیا جاتا ہے اور اسی مقصد کے تحت عدالتوں میں صحافیوں کے لئے بینچ مخصوص کی جاتی ہے تاہم وہاں ہر صحافی کی موجودگی تقریباً یہ ایک مقدمے میں عوام ہی کی کسی رکن کی طرح ہوتی ہے۔ عموماً جب قانونی طور پر عدالت کے عام لوگوں کا اخراج لعمل میں لایا جاتا ہے تو کسی صحافی کو بھی عدالت میں داخل ہونے یا وہاں ٹھہرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

ذیل میں میڈیا کے افراد کے لئے اخلاقیات اور زرائع ابلاغ کے فرائض وامور کے بارے میں ایک غیر حتمی خاکہ دیا گیا ہے اسے مختلف ضابطہ ہائے اخلاق کے بنیادوں پر تیار کیا گیا ہے، مثلاً سوسائٹی آف جرنلسٹس کا ضابطہ اخلاق یا صحافت کا اصول "سگما ڈیلٹا چی کا" امریکہ کی تعلقات عامہ کی انجمنیں پیشہ ورانہ معیارات کا ضابطہ وغیرہ اس ضابطے میں درج ذیل باتوں کے مطابق میڈیا کے افراد کو حسب ذیل نکات پیش نظر رکھنے چاہئے۔ (۳۴)

زرائع ابلاغ کے افراد کے لیے غیر حتمی خاکہ میڈیا کے فرائض امور:

☆ روزمرہ واقعات کو معاشرے تک پہنچانا۔

☆ امن، یگانگت اور رواداری کو فروغ دینا۔

☆ ملکی ثقافت کو فروغ دینا۔

☆ رپورٹنگ سے قبل اصل حقائق کی جانچ اور تصدیق کرنا۔

☆ مثبت اصولوں، معمولات اور معیارات کا قیام عمل میں لانا۔

☆ تعصبات سے بالاتر ہوکر ترغیبات، ذاتی احساسات اور جذبات کو سمجھنا۔

☆ درست اور بامقصد ہونا۔

زرائع ابلاغ کا اطلاق

☆ اس دائرے کار کو سمجھنا جس میں میڈیا کام کرتا ہے۔

☆ معاشرے کے تمام شہریوں کے تجربے کے مشترکہ شعبوں تفہیم کے طریقوں فیصلہ سازی اور مقاصد و عزائم کا مطالعہ کرنا۔ معاشرے کے اخلاقی ماحول کا اس کی لچک اور حد بندیوں کا مطالعہ کرنا۔

اقدار

☆ معاشرتی، ثقافتی اور مذہبی اقدار کے تصورات پیش کرنا۔

☆ مساوات، رواداری اور عدل وغیرہ جیسی عالمگیر اقدار کو ماننا اور انہیں فروغ دینا۔

☆ مثبت اقدار کے لیے مدلل راست باز مہارات کا حامل اور پر جوش ہونا۔

☆ اس امر سے آگاہ ہونا کہ تنازعات اور تنازعات کے فروغ کے سبب بڑے تنازعات جنم لیتے ہیں۔ یہ یقین رکھنا کہ سچائی اصل نصب العین ہے۔

☆ معاشرتی اعتبار سے ذمہ دار اور قابل احتساب ہونا۔

اوامر ونواہی

☆ حقائق تبصروں اندازوں اور ذاتی نتائج میں امتیاز کیجئے۔

☆ اطلاعات ومعلومات کی آزادی کا تحفظ کیجئے۔

☆ اطلاعات ومعلومات کی آزادی کا تحفظ کیجئے۔

☆ ذاتی مفادات کو اپنے زرائع ابلاغ کے تصور سے الگ رکھیں۔ اگر دونوں کے گڈمڈ ہونے کے امکان ہوتو اپنے فرائض وامور کی تبدیلی کے لئے درخواست کیجئے۔

☆ اغلاط اور غلط پیش کی جانے والی خبروں کی تصحیح ضرور کیجئے۔

☆ جہاں ضروری ہو وہاں پر اپنا کردار ادا کرنا نہ بھولیئے۔

☆ نقالی (Plagiaries) ہرگز نہ کریں۔ میڈیا کے کام میں کسی دوسرے کے مواد کا استعمال مکروہ ترین گناہ تصور کیا جاتا ہے۔

☆ حقائق کو تبصروں کے ساتھ گڈمڈ نہ کریں اور خبروں کو اداریہ بنا کر پیش نہ کریں (خیالات وآراء کو خبروں سے علیحدہ رکھیئے)

تدریس، قانون اور طب کے پیشوں کی طرح صحافت کے پیشے کے لیے بھی رہنما تصور موجود ہے اس تصور کا محور معلومات کی تلاش ہے اور اس کی بنیاد اس عزم پر ہے کہ نہ صرف واقعات اور افراد کے مالک اخلاقی جائز اور غیر جانبداری سے پیش آیا جائے بلکہ کسی بھی تنگ نظری کے بغیر معاشرے اور انسانیت کی بہبود کا بالعموم خیال رکھا جائے یونیسکو نے بالکل صحیح کیا تھا کہ

"جدید دنیا کے لیئے ابلاغ کے اخلاق کی بنیاد امن آزادی اور باہمی تکریم جیسی اقدار پر قائم ہونی چاہیئے۔ یہ اقدار تمام انسانوں میں مشترک ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ایسے اخلاق میں ان ثقافتی اور سیاسی امتیازات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے جو موجود دنیا میں نظر آتے ہیں"۔

کسی قوم کی اخلاقی قدروں اور اصولوں کی بنیاد اس کا عقیدہ اور نظریہ زندگی ہوتا ہے جس کے بدل جانے سے پورا نظام اخلاق بدل جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اخبارات، رسائل اور دیگر ذرائع ابلاغ عامہ کو ناشائستہ اور غیر اخلاقی اشتہارات ومواد کی نشر واشاعت سے روکنے کے لیے ایک واضح پالیسی مرتب کرنی چاہیئے تا کہ عمدہ اخلاق رواج پائیں۔ اور برے اخلاق کی بیخ کنی ہو۔ کیونکہ قرآن وسنت میں گذشتہ تمام انبیاء کے اخلاقیات کا تجزیہ کر کے انسانیت کے لئے قرآن وسنت نبوی ﷺ کو مکمل ترین نمونہ بنا کر پیش کیا گیا۔ قرآن مجید معاشروں کی تاریخ ان کے اعتقادات اس کے متنازع عبادتوں پر مبنی ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اعمال اور عادات کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ کیونکہ قرآن صرف ھدی للمتقین ہی ہے بلکہ ھدی للناس بھی ہے۔ چنانچہ زندگی کے وہ امور جو تمام انسانوں سے متعلق ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے یاایھا الناس ہے اس لئے اس میں وہ اصول وقوانین وضوابط بتائے گئے ہیں جو خالق کائنات کی طرف سے اس کی تمام مخلوقات کے لئے نازل کئے گئے ہیں ان احکام وامر میں کوئی نفسانی خواہش اور کسی ذاتی کاوش کو دخل نہیں اس لئے ہمارے جملہ امور میں قراان وسنت سے بہتر کہیں اور رہنمائی نہیں مل سکتی۔ اس لئے ابلاغی اخلاقیات کے رہنما اصول وضع کرتے وقت قرآن سنت کی آیات وہدایات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے تا کہ اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا ہو سکے۔

لازمی بات یہ ہے کہ اعلیٰ الہیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور انسان کو اپنی نجات کے لیے ایک لائحہ عمل درکار ہوگا۔ کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کی لاپرواہی اور کج روی سے سیدھا راستہ (صراط مستقیم) معلوم

ہوتا ہے۔اسے واضح کرنے کے لیے ہمیشہ تحقیق، تصدیق و تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے۔اسے مسلم دینی اصطلاح میں اجتہاد کہا جاتا ہے اور یہ اجتہاد جن اصولوں پر کیا جاتا ہے اس نظام کو فقہ کہتے ہیں اور اسی فقہ کی بناء پر مسلمانوں میں اجراءفتویٰ کا طریقہ رائج ہے۔یہی بدلے ہوئے نئے حالات میں دین کو کس طرح نافذ کیا جائے اور اس کے اصول معلوم کئے جائیں ان کو دریافت کرنے کے مختلف نظام ہائے تحقیق موجود ہیں اور ان نظاموں میں سے کسی ایک کو اختیار کر کے تاویل و تواضع کے ذریعے ابلاغی حکمت عملی (فلسفہ) کے اصول واضح کرنے کے لئے بھی ہمیں اجتہاد کے متابع سے استفادہ کرنا ہوگا۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ فتح الباری ۴۵۹/۱۰
۲۔ ایضاً
۳۔ کنز العمال ۵/۲
۴۔ القرآن سورۃ القلم آیت ۴
۵۔ القرآن، سورۃ العمران آیت ۱۵۹۔
۶۔ القرآن سورۃ النساء آیت ۸۳
۷۔ القرآن، سورۃ الاحزاب آیت ۶۰
۸۔ القرآن سورۃ الحجرات آیت ۶
۹۔ القرآن سورۃ الحجرات آیت ۱۲
۱۰۔ القرآن سورۃ الفرقان آیت ۷۲
۱۱۔ القرآن سورۃ ابراہیم آیت ۲۶
۱۲۔ القرآن سورۃ حمزہ آیت ۱
۱۳۔ القرآن سورۃ النساء آیت ۱۴۹
۱۴۔ القرآن سورۃ النساء آیت ۱۴۸
۱۵۔ القرآن سورۃ الاسراء آیت ۳۶
۱۶۔ القرآن سورۃ النساء آیت ۱۱۲
۱۷۔ القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۵۸

۱۸۔ القرآن سورۃ البقرہ آیت ۴۴
۱۹۔ القرآن الصف آیت ۲
۲۰۔ القرآن سورۃ المائدہ آیت ۸
۲۱۔ القرآن سورۃ الاطراف آیت ۲۹
۲۲۔ القرآن سورۃ المائدہ آیت ۲۲
۲۳۔ القرآن سورۃ الاسراء آیت ۵۳
۲۴۔ القرآن سورۃ الحج آیت ۳۰
۲۵۔ القرآن سورۃ الزمر آیت ۳
۲۶۔ القرآن سورۃ النساء آیت ۱۳۵
۲۷۔ القرآن سورۃ الفرقان آیت ۱۳۵
۲۸۔ القرآن سورۃ البقرۃ آیت ۲۸۲
۲۹۔ القرآن سورۃ الاحزاب آیت ۷۰
۳۰۔ القرآن سورۃ العنکبوت آیت ۱۸
۳۱۔ القرآن سورۃ حم السجدہ آیت ۴۰
۳۲۔ ثواب الاعمال عقاب الاعمال ص ۲۱۶ عقاب من کان ذا د محصین ذوا معانین
۳۳۔ القرآن سورۃ رعد آیت ۲۵
۳۴۔ Derived from,Shamsuddin M, "Ethical Perspectives on Mass Media Communication", Journal of Mass Communication, Department of Mass Communication, University of Karachi, No.1, April 2014, Pp 13-15.

☆☆☆